OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے علمائے کرام کی علمی خدمات: ایک مطالعہ

A Study of the Academic Services of ‘*Ulamā*‘ of Dera Ismail Khan District

Fahd Rauf Bhatti

M Phil Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology, D. I. Khan

Professor Dr. Fazal Ilahi Khan

Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology, D. I. Khan

Professor Dr. Aslam Khan

Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology, D. I. Khan

Abstract

Islamic scholars are the capital of any country and they play an important role in the religious and political development of the country. Due to the Islamic scholars we learn religious and worldly sciences. The status of Islamic scholars is very important in the eyes of God and His messenger. God has said that "An educated person is much better than an uneducated person". If we look at the history of the sub-continent, we will know that the Islamic scholars faced severe hardships for the development of religion. When the British colonialism started in the Indian subcontinent, the power of Islam weakened. Religions characteristics were declining. Rituals innovations and myths will spread, and in the Muslim Ummah there was a state of anxiety. On this occasion scholars came forward and

CC BY

they managed the plight of the Muslims. Just as the Islamic scholars of Dera Ismail Khan have been very important in the religious and political field of the country since the beginning. Due to which their services cannot be forgotten.

Keywords: Scholars, religious, God, country, development, hardships, Muslims, services

تمہید

قرآن مجید فرقان حمید کا جب نزول ہوا تو اس کی ابتدائی آیات میں تعلیم اور علم کی حیثیت کو واضح طور پر بیان کیا گیا: اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ o خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ o الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ o[1] "پڑھیئے اپنے رب کا نام لے کر جس نے پیدا کیا انسان کو خون کے لوتھڑے سے۔ پڑھیئے کہ آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی ہے"۔ علم روشنی ہے اور جہالت تاریکی۔ علم اور جہالت یکساں نہیں ہو سکتے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ[2] "آپ کہہ دیجئے کہ کیا اہل علم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں"۔ علم اور علماء نسل نوع انسان کی ترقی میں روز اول سے لازم و ملزوم ہیں۔ کسی بھی قوم کی تہذیب و تمدن کی ترقی اور قوموں کے عروج و زوال کی ساری داستانیں علم و علماء کے ساتھ وابستہ رہی ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔ علماء میں معاشرہ کا وہ عنصر ہوتے ہیں جن سے معاشرہ بنتا اور سنورتا ہے روز اول سے اگر دیکھا جائے تو ہر ایک زمانہ میں اور ہر ایک قوم میں انہی لوگوں کو اہمیت دی جاتی رہی جن کے پاس علم تھا۔ یہاں تک کہ رسالت مآب حضرت محمد ﷺ نے بھی خود اعلان فرمایا: "انما بعثت معلما"۔[3] "بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے"۔ اور پھر اپنی امت کو جو درس دیا اس میں بھی فرمایا کہ: "العلماء ورثۃ الانبیاء"۔[4] "علماء انبیاءؑ کے وارث ہیں"۔

جیسے کہ پہلی امتوں کی اصلاح اور ہدایت و رہنمائی لے کر رسول و نبی آیا کرتے تھے اب میرے بعد کوئی نبی یا رسول مبعوث نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ یہ امت کی اصلاح و رہنمائی کا کام میری امت کے دو لوگ کریں گے جن کے پاس علم ہو گا۔ علماء کرام کسی بھی ملک یا اس کے خطے کا اہم سرمایہ ہوتے ہیں اور یہ ملک کی دینی و سیاسی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ علماء کرام کی بدولت ہم دینی و دنیاوی علوم سیکھتے ہیں۔ علماء کرام کا درجہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں بہت اہم ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "ایک عالم دین زیادہ سخت ہے شیطان پر ہزار عابدوں سے"۔[5] اگر برصغیر کی تاریخ کو اُٹھا کر دیکھیں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ علماء کرام نے دین کی ترقی کے لئے سخت مصائب کا سامنا کیا۔ جب برصغیر پاک و ہند میں برطانوی استعمار شروع ہوا تو اسلام کی شوکت کمزور ہو گئی۔ دینی خدوخال زوال پذیر ہوتے گئے۔ رسومات و بدعات و خرافات پھیلتی گئیں اور امت مسلمہ میں یاس و اضطراب کی سی حالت پیدا ہو گئی۔ ایسے موقع پر علماء کرام آگے آئے اور انہوں نے مسلمانوں کی زبوں حالی کو سنبھالا۔ ایسے میں پاکستان کے صوبے خیبر پختونخواہ کے ایک ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے علماء کرام بھی ہیں جو کہ ملک اور خطے کی دینی اور علمی میدان میں خاصی اہمیت رکھتے ہیں۔ جن کی وجہ سے ان کی خدمات کو کبھی بھی نہیں بھلایا جا سکتا۔

ڈیرہ اسماعیل خان کی بنیاد

1469ء بمطابق 874ھ میں سہراب خان بلوچ نے اس شہر کی بنیاد ڈالی اور اپنے بڑے بیٹے اسماعیل خان کے نام سے منسوب کرتے ہوئے اس بستی کا نام ڈیرہ اسماعیل خان رکھا اور اپنے دوسرے بیٹے فتح خان کے نام پر حلقہ جنوبی میں کہیری گھاٹ سے جنوب کی طرف ایک اور بستی کی بنیاد رکھی جسے ڈیرہ فتح خان کا نام دیا گیا۔ ڈیرہ فتح خان کی بنیاد سہراب خان نے 1480ء میں رکھی۔ سہراب خان نے اپنے تمام خاندان کو ڈیرہ اسماعیل خان میں لا کر آباد کیا اور اسے اپنا صدر مقام بنالیا۔ یہ بستی موجودہ شہر ڈیرہ اسماعیل خان سے تین میل مشرق کی طرف آباد تھی جو کہ 1824ء میں جب دریائے سندھ کے سیلاب میں دریا بُرد ہو گئی اور پھر اس نئے شہر ڈیرہ اسماعیل خان کو آباد کیا گیا۔[6]

ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے علمائے کرام کی دینی و علمی خدمات

ڈیرہ اسماعیل خان میں پہلے پہل لوگ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرانہ تھے کیونکہ یہاں پر ہندومت سے تعلق رکھنے والے لوگ حاوی تھے اور مسلمان ان کی دیکھا دیکھی ہندوانہ رسم ورواج میں مبتلا ہو چکے تھے۔ یہ لوگ نہ تو صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور نہ دین اسلام کی سمجھ بوجھ رکھتے تھے۔ لیکن ڈیرہ اسماعیل خان کے جلیل القدر علمائے کرام اور صوفیائے عظام کی انتھک کوششوں سے آج ڈیرہ اسماعیل خان میں ہر شخص اسلامی عقائد کی پابندی کرتا ہے۔ یہاں کے لوگ اس بات کو سمجھ چکے ہیں کہ ان کی نجات اسلامی اصولوں کی پیروی میں ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں علماء وصوفیاء نے یہاں کے لوگوں میں دین کی رغبت ڈالنے کے لئے انتھک کوششیں کی ہیں جن کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے دینی تعلیم کا انتظام مدارس کی شکل میں کر دیا۔ مساجد کے ذریعے مذہبی رجحان پیدا کر کے لوگوں میں مذہبی و اخلاق شعور بیدار کیا۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں بڑی تعداد میں مدارس و مساجد موجود ہیں۔

ڈیرہ اسماعیل خان میں جیّد علمائے کرام گزرے ہیں جنہوں نے اپنا اوڑھنا بچھونا مذہبی تعلیم کو بنایا ہوا تھا۔ انہوں نے مدارس میں دینی تعلیم اور مساجد میں تبلیغی جماعتوں کے ذریعے گاؤں گاؤں دین اسلام کا پیغام پہنچا دیا۔ انکو صحیح عقائد سے روشناس کرایا۔ ذیل میں چند نامور علمائے کرام اور ان کی علمی خدمات کو پیش کیا جارہا ہے۔

مولانا مفتی محمود

مفتی محمود 1919ء میں پنیالہ نامی گاؤں جو کہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل پہاڑ پور میں واقع ہے، میں پیدا ہوئے۔ مفتی صاحب کے والد کا نام محمد صدیق تھا۔ ہائی سکول سے فارغ ہونے کے بعد اپنے باپ کے حکم سے انتہائی تعلیم حاصل کرنے کے لئے شاہی مدرسہ مراد آباد گئے اور وہاں درس نظامی کا کورس مکمل کیا۔ حصول تعلیم کے بعد 1941ء میں اس مدرسے کے اساتذہ سے اجازت لی۔ مفتی محمود کے دورہ حدیث کے استادوں میں سے ایک استاد شیخ فخر الدین ہیں جو کہ سید حسین احمد مدنیؒ کی وفات کے بعد دار العلوم میں مدرس مقرر ہوئے۔ مفتی محمود بہت ذہین تھے اور اپنے تعلیمی دور میں بہت لائق تھے اور اول نمبر پر تھے یہاں تک کہ اپنے تعلیمی کیریئر کے دوران دوسرے طلباء کو سبق پڑھایا کرتے تھے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد میانوالی کے ایک گاؤں عیسیٰ خیل میں استاد مقرر ہوئے۔ تین سال وہاں پڑھایا پھر وہاں سے آپ کو اپنے استاد شیخ عبد العزیز نے عبد الخیل بلایا۔ یہاں آپ نے دو سال تک پڑھایا اور 1952ء میں ناظم اعلیٰ اور شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ آپ لغت عربی اور فارسی زبان کے بہت بڑے ماہر تھے۔ حتیٰ کہ اپنے دور میں بہت بڑے محدث اور فقیہ اور مفتی اعظم تھے۔ جامعہ قاسم العلوم ملتان میں آپ

حدیث، فقہ اور عربی ادب کا سبق پڑھاتے تھے۔ اس دوران تحریک ختم نبوت ﷺ میں بھی حصہ لیا جو کہ بہت بڑا مسئلہ تھا اور تحریک ختم نبوتؐ کے لئے قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔[7]

حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے دین اسلام کے لئے انتھک کوششیں کیں اور ہزاروں کی تعداد میں آپ کو احادیث مبارکہ یاد تھیں۔ آپؒ فقہ، اصول فقہ اور عربی زبان کے ماہر تھے اور اس کے علاوہ مفتی صاحب نے پاکستان کے اندر بہت بڑے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی خدمات بھی سرانجام دیں اور آپ ایک بڑے عالم ہونے کے ساتھ پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخواہ کے وزیرِ اعلیٰ بھی رہے اور پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخواہ کے لئے سیاسی و دینی خدمات بھی سرانجام دیں۔

مفتی صاحب نے بڑی دقیق عربی زبان میں ترمذی کی شرح لکھی اور مفتی صاحب کی سب سے پہلے تصنف التحصیل فی التجوید و الترتیل قرأت میں لکھی ہوئی ہے۔ اس سے معلوم کہ مفتی صاحب فقیہ عالم ہونے کے ساتھ قاری بھی تھے اور آپ نے اپنی زندگی میں بیس ہزار فتاویٰ تحریر کئے۔ 1973ء کے آئین کی تدوین و تشکیل اور خاص کر اس میں اسلامی دفعات کی شمولیت میں مفتی صاحب کا واضح کردار رہا ہے۔ 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے قائدانہ کردار ادا کیا۔ قومی اسمبلی کے اندر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا آپ کا عظیم کارنامہ ہے۔[8]

شیخ الحدیث مولانا سراج الدین

حضرت مولانا سراج الدین صاحب 1911ء میں ڈیرہ اسماعیل خان شہر کے ایک علمی و مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مرحوم کا نام احمد دین تھا جو کہ ایک متجر عالم دین تھے۔ احمد دین مرحوم نے اپنے بیٹے سراج الدین کو دینی علم کے حصول کے لئے اپنے گھر ہی میں سبق پڑھانا شروع کر دیا۔ ابتدائی دینی کتب جن میں عربی اور فارسی کتب شامل تھیں، اپنے والد سے پڑھیں۔ 1938ء میں آپ نے سید حسین احمد مدنی سے دیوبند میں دورہ حدیث شریف پڑھا۔ فراغت کے بعد آپ اپنے وطن ڈیرہ اسماعیل خان واپس تشریف لائے۔ چند سال تک آپ اپنی مسجد میں ہی درس و تدریس کرتے رہے۔

1942ء میں ڈیرہ اسماعیل خان میں حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ مولانا سراج الدین کے ہاں تشریف لائے اور انہوں نے یہاں باقاعدہ طور پر 1942ء میں اپنے دستِ مبارک سے جامعہ نعمانیہ کی سنگ بنیاد ڈالی۔ 1942ء میں آپ نے باقاعدہ طور پر تدریس کا آغاز کیا۔ مدرسہ ہذا میں درجہ اول سے لے کر مشکوٰۃ شریف تک کتب پڑھائی جاتی تھیں۔ طلباء دورہ حدیث شریف پڑھنے کے لئے لاہور، کراچی اور ملتان کا رُخ کرتے تھے۔ چنانچہ مولانا موصوف نے اس امر کو ضروری سمجھا کہ دارالعلوم نعمانیہ میں دورہ حدیث شریف بھی پڑھانے کا اہتمام ہونا چاہیئے۔ لہٰذا 1987ء میں جامعہ نعمانیہ صالحیہ ڈیرہ اسماعیل خان میں باقاعدہ طور پر دورہ شریف پڑھانے کا سلسلہ شروع ہوا جو آج تک پوری سعی و کوشش سے جاری ہے۔[9]

مولانا سراج الدین صاحب طلباء کو مسلم شریف پڑھاتے تھے۔ علاوہ ازیں یہاں طلباء، فضلاء کو موطا امام مالک و موطا امام محمدؒ کا بھی درس دیتے تھے۔ اصولِ فقہ میں موصوف کو اچھی خاصی دسترس حاصل تھی۔ اصول الشاشی، حُسامی جو کہ فقہ کی دو مشہور کتابیں ہیں، ان کتابوں کے کلیات تک آپ کو زبانی یاد تھے۔ طلاق کے بارے میں مسئلہ ہو یا مسئلہ میراث ہو، اندرون شہر و قریہ جات کے لوگ مذکور بالا مسائل کے بارے میں آپ سے استفسار کرتے تھے۔ آپ ان کی قرآن و سنت کی روشنی میں رہنمائی فرمایا کرتے۔ میراث کی مشہور کتاب سراجی کے کلیات و جزئیات آپ کو ازبر یاد تھے۔ دورانِ تدریس آپ نے میراث کے

سینکڑوں مسائل جاری کیے۔

مولانا سراج الدین صاحب کو درسِ نظامی سے بھی اچھا خاصا لگاؤ تھا۔ آپ طلبہ کو ہدایۃ النحو، قدوری، گلستان، بوستان، حُسامی، ہدایہ اولین، مشکوٰۃ شریف پڑھاتے تھے۔ درسِ نظامی کی کئی تابیں آپ کو ازبر یاد تھیں۔۔ ان کتابوں میں ہدایۃ النحو جو کہ عربی نحو کی کتاب ہے اس طرح فارسی کی گلستان بوستان آپ طلباء کو زبانی پڑھاتے تھے۔ آپ کو کتاب دیکھنے تک کی نوبت بھی نہ آتی۔ آپ چونکہ شیخ الحدیث بھی تھے اور فقہ میں بھی مہارت رکھتے تھے مفتی بھی تھے اور فقیہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہزاروں جنات بھی آپ کے شاگرد تھے۔ مرزائیت کے خاتمے کے سلسلے میں آپ کا کردار ہمیشہ یاد رہے گا۔

موصوف نے ساری زندگی حق گوئی واعلاء کلمۃ اللہ وسنت کی پیروی، وعظ ونصیحت اور درس وتدریس میں گزاری۔ طویل عرصہ تک بیمار رہے۔ وفات سے چند روز قبل تک مسلم شریف کا درس دیتے رہے۔ جون 1999ء میں آپ کا انتقال ہوا۔[10]

شیخ الحدیث وفقہ مولانا علاؤ الدینؒ

مولانا علاؤ الدین صاحب 21 مارچ 1913 بمطابق 1330ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام احمد دین تھا۔ آپ نے اسلام کی اعلیٰ تعلیم دار العلوم دیوبند میں حاصل کی۔ 1941ء میں آپ نے دیوبند سے سند حاصل کی۔ اساتذہ میں مولانا حسین احمد مدنیؒ اور مولانا شمس الحق افغانی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی سے دورۂ حدیث پڑھا۔ انہی کے دستِ حق پر بیعت بھی کی۔ ذریعہ معاش کے لئے صابن کا ایک چھوٹا سا کارخانہ لگایا۔ اس سال حضرت حضرت مدنیؒ ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لائے اور آپ کو حکم دیا کہ سلسلہ تجارت کو ترک کر کے سلسلہ تدریس شروع کردیں۔ ان کے ارشاد پر آپ نے ایک چھوٹے سے مدرسہ عربیہ نعمانیہ صالحیہ جس کا افتتاح بھی حضرت مدنی نے کیا تھا، میں تدریسی خدمات سرانجام دینی شروع کردیں۔ تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنے بڑے بھائی مولانا سراج الدین صاحب کے تعاون سے ڈیرہ میں مروجہ ہندوانہ رسوم کا قلع قمع کر کے ڈیرہ اسماعیل خان کو ان سے پاک کیا۔

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس مقدس جرم میں آپ کو اور مدرسہ کے دوسرے مدرسین کو گرفتار کر لیا گیا۔ خان عبد القیوم خان کی طرف سے سزائے موت کا حکم سنایا گیا لیکن منشاء خداوندی کچھ اور تھی اور آپ کی سزائے موت قید میں تبدیل ہوگئی اور اللہ پاک نے جلد رہائی کی صورت بھی پیدا فرمادی۔[11] تصنیفی لحاظ سے آپ کی خدمات درج ذیل ہیں:

الہام الرحمٰن: جو کہ بخاری شریف کے پہلے تین ابواب کی شرح کے بارے میں لکھی گئی۔

الہام الباری: اسکو حافظ عبد القیوم نعمانی نے کراچی سے شائع کیا ہے۔ یہ بھی بخاری کی شرح ہے جو کتاب البیوع تک لکھی گئی ہے۔

دروس فاتحہ: اس کو قاضی عبد الحلیم نے مرتب اور شائع کیا ہے۔ اس میں سورۃ فاتحہ پر دیئے گئے دروس ہیں۔

الہام الرحل: اس کتاب کو مولانا محمد اسلم صاحب نے مرتب کیا ہے جو دروس قرآن مجید پر مشتمل ہیں۔

اپنی دینی درسگاہ دار العلوم نعمانیہ صالحیہ ڈیرہ اسماعیل خان میں آپ درس وتدریس کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ آپ مدرسہ ہذا کے مہتمم بھی رہے۔ آپ کے اس مدرسے سے سینکڑوں کی تعداد میں علماء، فضلاء فارغ التحصیل ہوئے۔ بالآخر

16 دسمبر 2013 کو اپنے لاکھوں موقدین کو افسردہ کر کے اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔[12]

مولانا مفتی عبد القدوس صاحب

مولانا عبد القدوس صاحب 1924ء بمطابق 25 رمضان المبارک بروز جمعۃ الوداع کو ڈیرہ اسماعیل خان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام مولانا محمد صاحب تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول اسلامیہ ڈیرہ اسماعیل خان سے امتیازی نمبرات میں پاس کیا اور گورنمنٹ کالج ڈیرہ اسماعیل خان سے انٹر اور پھر گریجویشن کی۔ عصری تعلیم 1943ء کو پایہ تکمیل تک پہنچی۔ مولانا عبد القدوس صاحب جامعہ محمودیہ ڈیرہ اسماعیل خان کے مدیر رہے اور مدرسہ میں طلباء کو درسِ نظامی کے اسباق پڑھاتے رہے۔ جمعیت علماء اسلام کے ضلع کے امیر بھی رہے اور بعد میں سرپرست اعلیٰ بھی بنے۔ آپ عید گاہ کلاں میں خطابت کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ فتاویٰ نویسی کا کام بھی اپنے والد صاحب کے ساتھ سرانجام دیتے رہے اور مختلف دینی تحریکوں میں قید و بند کی تکلیفیں برداشت کیں۔ مسلک اہل سنت والجماعت کی تبلیغ و ترویج کے لئے پوری جانفشانی سے کام کیا۔

کچھ عرصہ آپ نے محکمہ انکم ٹیکس میں بطور انسپکٹر کام کیا مگر والد صاحب کی ممانعت پر اس پُرکشش ملازمت کو چھوڑ دیا۔ آپ نے 1980ء میں بیاد مفتی محمود جامعہ محمودیہ عید گاہ کلاں قائم کیا جو آج بھی علمی فیض کے جواہر پاشیاں کر رہا ہے۔ آپ کے صاحبزادے مولانا حماد الدین فاروق دار العلوم محمودیہ کے مہتمم ہیں۔ مفتی ڈیرہ مولانا عبد القدوس صاحب 5 جون 2002ء بروز بدھ کو اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کی نمازِ جنازہ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے پڑھائی اور آپ کو قبر میں بھی مولانا فضل الرحمٰن نے اُتارا۔[13]

مولانا فضل الرحمٰن

10 ذی الحجہ (یوم الاضحیٰ) 1372ھ بروز جمعہ حضرت مفتی محمودؒ کے گھر بیٹے کی ولادت ہوئی جس کا نام فضل الرحمٰن رکھا گیا۔ اس وقت مفتی صاحب کی عمر 35 برس تھی۔ آپ کی جائے پیدائش شمال میں پنیالہ کے نزدیک گاؤں عبد الخیل ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے عبد الخیل میں حاصل کی۔ پھر اس کے بعد آپ مدرسہ قاسم العلوم ملتان تشریف لے گئے۔ وہاں پر آپ نے درسِ نظامی کی تکمیل کی اس کے بعد دورۂ حدیث کے لئے آپ اکوڑہ خٹک تشریف لے گئے۔ وہاں پر آپ نے دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ آپ اپنے والد مفتی محمودؒ کی وفات کے بعد جمعیت علماء اسلام میں ناظم جمعیت کے عہدے پر متعین ہوئے۔ آپ نے ڈیرہ اسماعیل خان میں مشہور مدرسہ جامعۃ المعارف الشرعیہ کی بنیاد ڈالی جس کا مقصد موجودہ نظام تعلیم کی روشنی میں طلباء کو ایسی دینی تعلیم دینا ہے جس سے علوم دینیہ کے طلباء موجودہ وقت میں کسی سے پیچھے نہ رہیں۔ لہٰذا اس مقصد کے پیشِ نظر علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ فنون کی تعلیم کو بھی پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ اس مدرسے کا افتتاح 24 جون 1987 شیخ مولانا صاحب خلیفہ خانقاہ سراجیہ کندیاں نے کیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک سینکڑوں کی تعداد میں طلباء کرام تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور اس جامعہ میں حفظ و ناظرہ سے لے کر دورہ حدیث تک تمام درجات کے اسباق کی تعلیم دی جاتی ہے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے اس کا الحاق ہے اور سیاسی میدان میں آپ ایک خاص مقام اور ایک خاص پہچان رکھتے ہیں۔[14]

مولانا محمد موسیٰ خان البازی الروحانی

محدث اعظم، شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ ڈیرہ اسماعیل خان کے مضافات میں واقعہ ایک گاؤں کٹہ خیل میں 1947ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام مولوی شیر محمد تھا۔ حضرت شیخ محدث اعظم مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ نے ابتدائی کتب فقہ اور فارسی کی تمام کتابیں اپنے گاؤں کے علماء سے پڑھیں۔ گیارہ سال کی عمر میں بعض علماء کے حکم پر مزید علم کے لئے عیسیٰ خیل چلے گئے جہاں پر آپ نے چند ماہ میں ہی علم الصرف کی کئی کتابیں زبانی یاد کر لیں۔ مزید علمی پیاس بجھانے کے لئے آپ اکوڑہ خٹک دار العلوم حقانیہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے دو سال قیام کیا جس کے دوران آپ نے منطق کی تمام کتابیں اور فلسفہ کی تمام کتب، علم میراث، اصول فقہ اور ادب عربی کی کتب پڑھیں۔ اس کے بعد مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں داخلے کے لئے تشریف لے گئے۔ قاسم العلوم میں داخلے کا امتحان صدرا، حمد اللہ اور خیال جیسی مشکل کتابوں میں زبانی دیا۔ ممتحن نے حیران ہو کر قاسم العلوم کے صدر مدرس مولانا عبد الخالق کو بتلایا کہ ایک پٹھان لڑکا آیا ہے جسے سب کتابیں یاد ہیں۔ یہاں آپ تقریباً تین سال تک حصول علم میں مشغول رہے اور فقہ، حدیث، تفسیر، منطق، فلسفہ، اصول اور علم تجوید و قرأت سبعہ کی تعلیم حاصل کی۔ قاسم العلوم اشرفیہ میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے کئی سالوں تک آپ نے وہاں خدمات سر انجام دیں۔ بہت سے طالبعلموں نے آپ سے علمی استفادہ حاصل کیا۔ آپ حدیث کو ایک عجیب طرز سے پڑھاتے۔ گویا کہ آپ نئے فن اور نئے انداز سے پڑھانے کے موجد ہیں۔ آپ کی بہت ساری تصانیف ہیں جن میں گلستان کائنات، ترغیب المسلمین، الھدیۃ الکبریٰ، التوضیح والتلویح وغیرہ شامل ہیں۔[15]

علامہ حسین بخش جاڑا

آپ کا نام حسین بخش اور والد کا نام اللہ بخش تھا۔ آپ کی پیدائش 1918ء کو ہوئی۔ آپ قبیلہ جاڑا سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد علم دوست تھے۔ اور انتہائی دیندار اور مخلصین میں سے تھے۔ 1935ء سے آپ نے دینی تعلیم کا آغاز کیا اور اساتذہ علمی محبت کی وجہ سے مدارج علمی میں آگے بڑھتے گئے۔ علوم دینیہ حاصل کرنے کے لئے اہل سنت اور اہل تشیع کے مختلف مدارس میں پڑھتے رہے اور 1945ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان فسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔

پاکستان میں مختلف مدارس سے فنون مروجہ منطق، فلسفہ، معنی بیان، علم ہیئت، ادب، فقہ، اصول نحو و صرف وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ مزید علوم کی تشنگی بجھانے کے لئے اس وقت مرکز علم نجف اشف تشریف لے گئے اور وہاں کے علمی خزائن سے کافی استفادہ کیا۔ وہاں سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے وطن واپس لوٹے اور اپنے گاؤں جاڑا میں 1955ء میں دینی مدرسہ بنام "باب النجف" کی بنیاد رکھی اور فن تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اس مدرسے سے فارغ التحصیل سینکڑوں شاگرد آج پاکستان اور دیگر ممالک میں خدمات سر انجام دے رہی ہیں۔ تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے تحریر کا کام بھی جاری رکھا۔ اہل تصانیف میں سے سب سے مشہور و معروف کتاب قرآن مجید کی تفسیر ہے جو کہ "تفسیر انوار النجف فی اسرار مصحف" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ تفسیر 15 جلدوں پر مشتمل ہے۔ جس میں رموز قرآن کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ علامہ 22 کتابوں کے مؤلف ہیں۔ علامہ حسین بخش برصغیر کے جیّد اور مشہور پڑھے لکھے علماء میں سے تھے جنہیں آج بھی علماء اعلام اور عوام یاد کرتے ہیں۔ اور ان کا نام علمی حلقوں میں انتہائی احترام سے لیا جاتا ہے اور آپ شیعہ و سنی حلقوں میں کافی مقبول تھے۔[16]

مولانا سید مرید عباس شاہ

مولانا سید مرید عباس شاہؒ 1910ء میں بند کورائی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سید خادم حسین شاہ تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم سدرہ جو کہ ڈیرہ اسماعیل خان سے تین کلومیٹر دور شمالاً واقع ہے، میں حاصل کی۔ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ ضلع گجرات چلے گئے جہاں سے آپ نے عربی ادب، منطق، فلسفہ اور ریاضی وغیرہ میں حاصل کیا۔ اس کے بعد آپ اعلیٰ تعلیم کے لئے دہلی انڈیا کے مدرسے امینیہ تشریف لے گئے۔ وہاں پر آپ نے ملک کے مشہور عالم دین اور مفتی مولانا کفایت اللہ صاحب سے دورہ حدیث مکمل کیا۔ اس کے بعد دورہ تفسیر کے لئے آپ پنجاب کے ضلع میانوالی کے علاقہ واں بھچراں تشریف لے گئے۔ مولانا حسین علی سے علمی دورہ تفسیر مکمل کیا۔ وہاں سے فارغ ہو کر آپ اپنے آبائی وطن بند کورائی تشریف لائے۔ 1942ء میں مدرسہ عربیہ ہاشمیہ بند کورائی کی بنیاد رکھی جس کی وجہ سے ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقے کے لوگ دینی علوم سے فیض یاب ہوتے رہے۔ آپ کے مدرسہ اور آپ کی تعلیم سے سینکڑوں علماء کرام فیض یاب ہو چکے ہیں جو اب ملک کے دوسرے خطوں میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔[17]

مولانا محمد اشرف صاحب

مولانا محمد اشرف صاحب ڈیرہ اسماعیل خان کے شمال میں پہاڑ پور کے علاقے ڈھکی میں پیدا ہوئے۔ اس کے بعد آپ نے تین سال کی قلیل مدت میں قرآن پاک حفظ کیا۔ بارہ سال کے عرصے میں آپ نے درسِ نظامی کی تعلیم مدرسہ نعمانیہ صالحیہ ڈیرہ اسماعیل خان و مدرسہ عربیہ ہاشمیہ بند کورائی اور مدرسہ تعلیم القرآن میانہ محلہ میانوالی صوبہ پنجاب سے مکمل کی۔ اس کے بعد آپ نے دورہ تفسیر القرآن مولانا غلام اللہ خان دار العلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی، اترا قائد آباد ضلع خوشاب کے مہتمم مولانا محمد امین صاحب اور مولانا محمد عبد اللہ صاحب بہلوی شجاع آبادی سے مکمل کی۔ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد مولانا موصوف اپنے علاقہ ڈھکی تشریف لائے اور توحید و سنت کی اشاعت کے لئے مدرسہ عربیہ اسلامیہ کی بنیاد ڈالی۔ آپ کے علم سے سینکڑوں طلباء نے استفادہ حاصل کیا۔ اور آپ کے قائم کردہ مدرسہ سے آج بھی بہت سے طلباء مستفید ہو رہے ہیں۔[18]

مولانا ڈاکٹر وحید الدین صاحب

آپ مولانا علاؤ الدین صاحب کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ دینی علوم سے صرف واقف ہی نہیں بلکہ دورِ جدید علوم کے تمام تقاضوں کو علم قرآن اور علم وحدیث کو جاننے کی پوری پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو بالخصوص عوام اور حکومتی سطح پر علمی مراکز میں مدعو کیا جاتا ہے۔ ریڈیو سٹیشن میں آپ کی مختلف موضوعات پر بات چیت نشر کی جاتی ہے اور لوگ ان سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ آپ نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم میں پی ایچ ڈی تک ڈگری حاصل کی ہوئی ہے اور گومل یونیورسٹی کے اسلامک اینڈ عریبک ڈیپارٹمنٹ کے چیئرمین بھی رہے ہیں۔ علاوہ ازیں پروفیسر ڈاکٹر وحید الدین صاحب مدرسہ نعمانیہ صالحیہ کے اندر درس و تدریس کا کام بھی کرتے آرہے ہیں اور آپ کو مفسر قرآن ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ صاحب موصوف نے مختلف موضوعات پر عبارات اور معاملات معاشرت پر کافی کچھ لکھا ہے۔ آپ چند عظیم کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔[19]

شیخ الحدیث حضرت مولانا اشرف علی صاحب

حضرت مولانا اشرف علی صاحب شیخ الحدیث حضرت مولانا علاؤ الدینؒ کے فرزند ہیں۔ آپ 1965ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے

دنیاوی تعلیم میں بی اے تک تعلیم حاصل کی اور آپ نے دورہ حدیث دار العلوم نعمانیہ سے حاصل کیا اور صوبہ خیبر پختونخواہ کی مشہور دینی اور تبلیغی درسگاہ جو کہ نصف صدی سے زائد قال اللہ و قال الرسول ﷺ کی تبلیغ و ترویج کی علمی، عملی اور فکری تربیت کا بندوبست رکھتی ہے اس میں آپ درس و تدریس کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔ جمعہ کی امامت اور اس میں وعظ و تبلیغ کا فریضہ بھی آپ ادا کر رہے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ سے مستفید ہو رہے ہیں۔[20]

مولانا عزیز الرحمٰن نظامی صاحب

مولانا عزیز الرحمٰن نظامی ڈیرہ اسماعیل خان سے غرباً چودھوان کے علاقے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے گاؤں چودھوان میں حاصل کی۔ آپ کے والد آپ کو تعلیم دیتے رہے۔ آپ نے دس سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ ملتان کے مشہور دار العلوم انوار العلوم تشریف لے گئے۔ وہاں پر آپ نے اپنی تعلیم جاری رکھی۔ 1969ء میں آپ نے انوار العلوم سے سند فراغت حاصل کر لی اور واپس ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لائے۔ محکمہ اوقاف کی مسجد چوگلہ میں ملازمت اختیار کر لی اور چوگلہ کی مسجد میں امام اور خطیب مقرر ہوئے اور ساتھ ہی مسجد چوگلیہ میں آپ نے مدرسہ کی بنیاد بھی رکھی۔ وہاں پر آپ نے دینی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آپ نے بستی عباس نگر میں ایک دار العلوم کی بنیاد رکھی جو کہ دار العلوم سلیمانیہ رضویہ کے نام سے مشہور ہے اور آپ اس کے مہتمم بھی رہے۔ اس مدرسہ کا سنگِ بنیاد اور افتتاح پیر طریقت جناب خواجہ فقیر محمد صاحب باور آباد ضلع لیہ نے رکھا۔ سینکڑوں کی تعداد میں طلبہ اس مدرسے سے مستفید ہو کر ملک کے دوسرے علاقوں میں خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔[21]

مولانا قاضی عبد الکریم کلاچوی صاحب

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا قاضی عبد الکریم 1919ء میں کلاچی شہر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام نجم الدین تھا۔ سب سے پہلے آپ نے قرآن مجید حفظ کیا۔ اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی اور ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والد سے حاصل کی اور تین سال جامعہ سراج العلوم سرگودھا میں تعلیم حاصل کی۔ پھر ایک سال مکمل جالندھر میں گزارا اور جب آپ کی عمر اٹھارہ سال ہوئی تو قاضی صاحب نے دیوبند کی طرف سفر شروع کیا اور وہاں تین سال مکمل رہے اور انتہائی تعلیم میں کامیابی حاصل کی۔ پھر واپس وطن کی طرف لوٹ آئے اور تھوڑی مدت رہ کر بلوچستان ژوب شہر میں چلے گئے۔ وہاں بہت سے لوگوں نے آپ سے استفادہ حاصل کیا۔[22] قاضی صاحب کو حدیث اور فقہ اور ادب میں کافی مہارت حاصل تھی۔ حتیٰ کہ قاضی صاحب کو اپنے والد ماجد نے اپنے وطن کی طرف بلایا اور آپ کے والد نجم الدین نے ایک مدرسہ دینیہ کی بنیاد رکھی جس کا نام مدرسہ نجم المدارس ہے۔ پھر وہاں آپ نے تدریسی فرائض بھی سر انجام دیئے۔ حالانکہ آپ کی عمر بہت زیادہ ہو چکی تھی اور آپ کافی بوڑھے ہو چکے تھے لیکن آخری دم تک آپ کے اندر علوم و فنون کے کئی چشمے پھوٹتے رہے۔ جب بھی آپ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو آپ علم کے دریا بہا دیتے۔

آپ گلستان مدنی کے اس دور میں باقی رہ جانے والے ان چند پھولوں میں سے تھے جن کی مہک سے گلستان علم و عرفان اب تک معطر تھا۔ 8 اگست 2015ء کو آپ اس دارِ فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے۔ آپ کی ذات والا صفات ان لوگوں میں سے تھی جن کا جانا فرد واحد کا جانا نہیں تھا بلکہ ایک ادارے، ایک انجمن، ایک جماعت کا چلے جانا ہے۔[23]

خلاصۂ بحث

ڈیرہ اسماعیل خان کی تاریخ پر دسویں صدی تک ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ علاقہ بنجر اور بیابان تھا انسان انسانی آبادی کی کوئی مستقل بستیاں نہ تھیں۔ پیداوار نام کی کوئی چیز نہ تھی البتہ چراگاہیں بکثرت تھیں۔ پنجاب سے خانہ بدوش قبیلے مویشی چرانے کے لئے عارضی طور پر کہیں کہیں خیمہ بستیوں میں آباد ہو جاتے تھے۔ ڈیرہ اسماعیل خان کا یہ علاقہ جسے اب ڈیرہ اسماعیل خان کہتے ہیں، بنجر علاقہ تھا۔ اس علاقے میں زیادہ تر جنگلات تھے۔ آبادی بہت کم تھی اور پیداوار نہ ہونے کے برابر تھی۔ اندرون علاقہ کہیں کہیں لنگا اور سرائی قوموں کی بستیاں تھیں۔[24]

References

[1] Al-Alaq: 96, 1-4
[2] Al-Zumr,39:9
[3] Imam Ibn-e-Maja, Sunnan Ibn-e-Maja,150/1, Hadis:229
[4] Mishkat, Al-Fasal Sani, Vol-1, P-34
[5] Mishkat, Kitab ul Ilm, Fasal Sani, Vol-1, P-34
[6] Ghulam Abbas Siyal, Dera Ismail Khan, P-59
[7] Muhammad Farooq Qureshi, Mufti Mehmood Aik Quomi Rehnma, P-52
[8] Molana Mufti Jamil Khan, Fatava Mufti Mehmood (Muqadma), Vol-1, P-138
[9] Qadir Dad Khan, Tareekh Dera Ismail Khan Mazi Aur Haal Ke Ainay Main, P 22-23
[10] Molana Qari Muhammad Tayyeb, Tareekh Dar-ul-Aloom Deo-Band
[11] Inayat Adil, Roznama Meezan-e-Adal, Ilmi wa Amli, Chiragh Hazrat Molana Allauddin Sahib, 19 December, 2013
[12] Molana Allauddin, Ilam ul Bari Fi Taqreer Al-Bukhari
[13] Molana Allah Wasaya, Chaminstan Khatam-e-Nabuwwat
[14] Qari Shams ud Din Shamsi, Zamaay Umat Ki Nazar Main (Molana Fazal ur Rehman)
[15] Molana Musa Khan Albazi, Targeeb ul Muslimeen, P-120
[16] Alama Hussain Bakhsh Jara, Anwar ul Najaf Fi Israr ul Mushaf, P 4-5
[17] Ghulam Abbas Siyal, Dera Ismail Khan.
[18] Ghulam Abbas Siyal, Dera Ismail Khan.
[19] Amin Ullah Gandapur, Tareekh Sarzameen Gomal,
[20]Amin Ullah Gandapur, Tareekh Sarzameen Gomal
[21] Mufti Molana Muhammad Shafi Multani, Faisala Ulma Mutalqa Rovet ul Hilal, P-2
[22] Hafiz Muhammad Naseem Kulachvi, Naqoosh Hayat
[23] Qazi Riaz ud Din, Roznama Ietidal (Hazrat Molana Qazi Abdul Karim ki Zindagi Ke Bare Main Ulmaay Karam Ke Tasarat), 10 August, 2017
[24] Syed Hafeezullah Gillani, Apna Dera Ismail Khan Tareekh Kay Aainay Main, P-70